اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قدس سرہ کی
علمی تحقیقی تصنیف کا چارٹ کی صورت میں خلاصہ

الأحلیٰ مِنَ السُّکَّرِ لِطَلَبَةِ سُکَّرِ رُوْسَر

سیدی اعلی حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

فقیر غفراللہ تعالی لہ نے ان مقدمات عشرہ (دس مقدمات) میں جو مسائل ودلائل تقریر کیے جو انہیں اچھی طرح سمجھ لیا ہے اس قسم کے تمام جزئیات مثلاً بسکٹ، نان پاؤ رنگت کی پڑیوں، یورپ کے آئے ہوئے دودھ، مکھن، صابون، مٹھائیوں وغیرہا کا حکم خود جان سکتا ہے۔

مرتب

ابو محمد عارفین القادری

ناشر: نفحاتِ حرم ای بک پبلشرز

سوال:

روسر کی شکر کو ہڈیوں سے صاف کیا جاتا ہے اور صاف کرنے والے ان ہڈیوں کی پاکی وناپاکی، حلال وحرام کے حوالے سے کچھ احتیاط نہیں کرتے اور سنا ہے اس میں شراب بھی ملائی جاتی ہے، نیز کل کی برف کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ اس میں بھی شراب ملائی جاتی ہے۔ ان سب کا کیا حکم ہے؟

جواب:

اعلی حضرت امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب سے پہلے دس مقدمات بیان فرمائے ہیں، جو نہ صرف مذکورہ سوال بلکہ اس سے ملتے جلتے کثیر مسائل کا حل پیش کرنے میں مفید ترین ہیں۔

مقدمہ	شمار
جانوروں کی ہڈیوں کا حکم	1
ہر چیز میں اصل اباحت ہے	2
احتیاط یہ نہیں کہ کسی شے کو ناپاک یا حرام کہہ دیا جائے	3
بازاری افواہوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے	4
مخبِر کی خبر کا اعتبار	5
کسی شے کا مقامِ احتیاط سے دور ہونا	6
ظنِ غالب پیدا ہونے کی صورتیں	7
کسی چیز میں نجاست کا ملنا	8
بازار میں ناپاک اشیاء کا مختلط ہو جانا	9
اللہ تعالی نے ہمیں تفتیش کا مکلف نہیں بنایا	10

پہلا مقدمہ: جانوروں کی ہڈیوں کا حکم
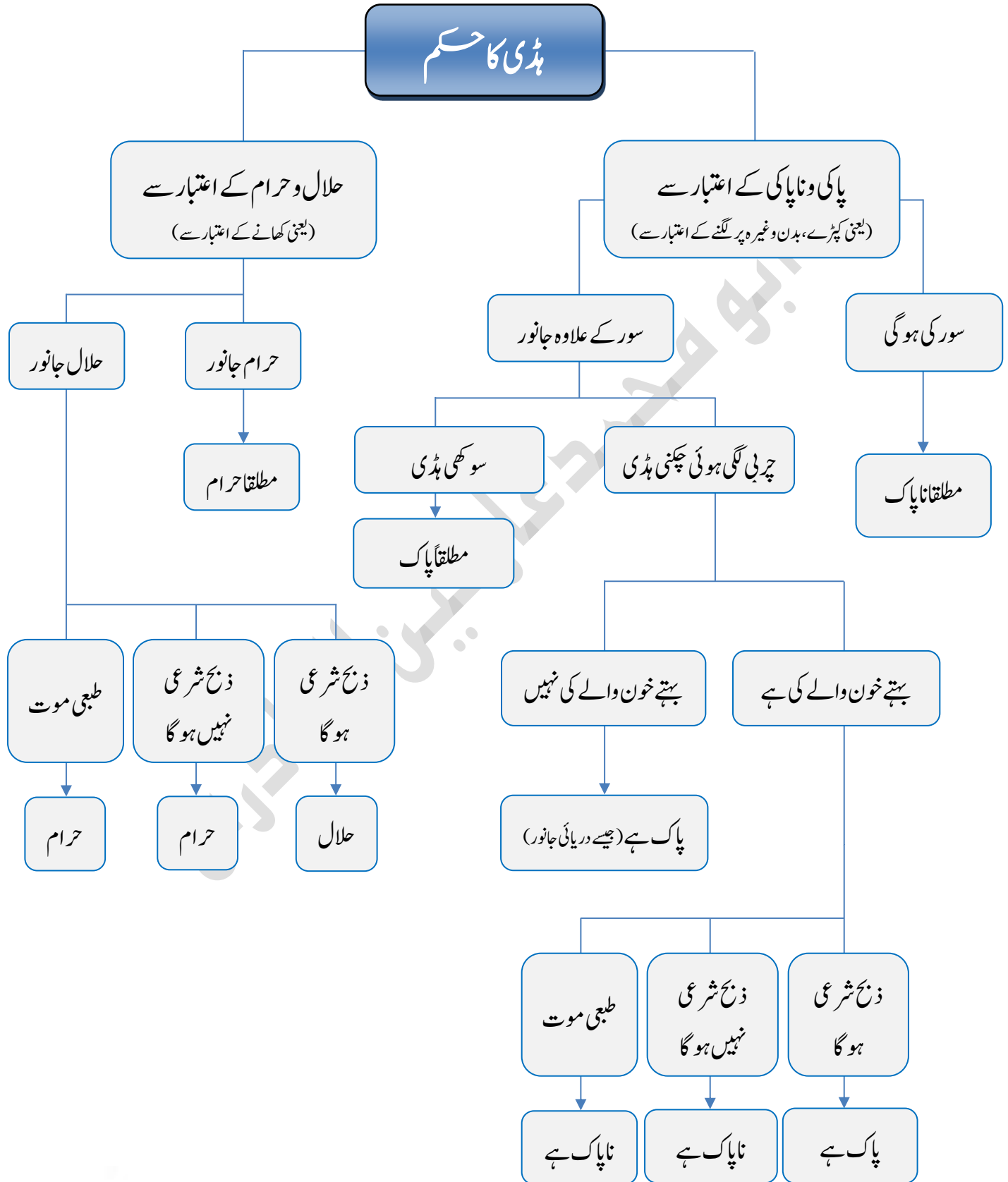
پاکی ناپاکی کے اعتبار سے:

- سوائے خنزیر کے تمام جانوروں کی سوکھی ہڈیاں مطلقاً پاک ہیں، چاہے حلال جانور ہوں یا حرام، ذبح شدہ ہوں یا غیر ذبح شدہ۔
- ہڈیوں پر اگر ناپاک چکنائی لگی ہو (یعنی مردار کی) تو اُس ناپاک چکنائی کی وجہ سے ہڈیوں کو ناپاک قرار دیا جائے گا۔ جیسے وہ جانور جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے مثلاً بلی، شیر اور وہ گائے جو خود مر گئی وغیرہ۔
- ہڈیوں پر اگر پاک چکنائی لگی ہو تو ہڈیوں کو پاک قرار دیا جائے گا۔ جیسے مچھلی۔
- ناپاک اور پاک چکنائی کی تقسیم اسلئے ہے کہ چربی کا حکم خون سے متعلق ہے، تو جن جانوروں میں بہتا خون ہوتا ہے چربی سے مل جانے کی وجہ سے ان پر ناپاکی کا حکم دیا جاتا ہے اور جن جانوروں میں بہتا خون نہیں ہوتا وہاں چربی سے مل جانے پر ناپاکی کا حکم نہیں ہوگا کیونکہ وہ خون خود ناپاک نہیں ہوتا تو چربی کیسے ناپاک قرار دی جاسکتی ہے۔
- یہ حکم صرف ہڈی کا نہیں بلکہ بال، پٹھے، کھر، سینگ اور دانت کا بھی ہے۔

حلال و حرام یعنی کھانے پینے کے اعتبار سے:

- صرف انہیں جانوروں کی ہڈیاں کھانا حلال ہے جن کا گوشت کھانا حلال ہے اور وہ شرعی طریقے کے مطابق ذَبح شدہ ہوں۔
- مذکورہ جانوروں کی ہڈیوں سمیت تمام اجزا کھانا حرام ہے، اگرچہ پاک ہوں:

جو جانور حرام ہوں	وہ جانور جو شرعی طریقے کے مطابق ذَبح نہ ہوئے ہوں	وہ جانور جو طبعی موت مر جائیں	زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ دیا جائے

- ضروری نہیں کہ جو شے پاک ہو اس کا کھانا بھی حلال ہو۔ جیسے:

انسان کا دودھ پاک ہے، مدتِ رضاعت کے بعد پینا حلال نہیں ہے	مچھلی کے سوا دریائی جانوروں کا گوشت وغیرہ سب پاک ہیں حتی کہ دریائی خنزیر بھی

- ضروری نہیں جو حرام ہو ناپاک بھی ہو۔ جیسے:

ایسے حرام جانور جو شرعی طور پر ذَبح کئے گئے ہوں، مثلا شیر، بلی وغیرہ

دوسرا مقدمہ: ہر چیز میں اصل اباحت ہے (الأصل في الأشياء الإباحة)

- کسی بھی شے کا اصل حکم (Original/Initial Order of Shariah) حلال اور پاک ہونا ہے یعنی اس کے کرنے ۔۔۔یا۔۔۔نہ کرنے پر شریعت کی جانب سے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ مثلاً پان کھانا، سرف ایکسل سے کپڑے دھونا، بالوں میں جیل (Hair Gel) لگانا۔([1]) اس حکم کو "اِباحت" کہتے ہیں اور جس شے سے متعلق یہ حکم دیا جاتا ہے اُس شے کو "مُباح" کہتے ہیں۔
- دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: **هو الذي خلق لكم ما في الأرض جميعا**. یعنی وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب۔ آیت میں **لکم** کا لام اِنتفاع (فائدہ اٹھانے) کے لئے ہے، اور کسی چیز سے انتفاع اسی وقت ممکن ہے جب وہ ہمارے لئے حلال + پاک ہو۔
- چونکہ قرآن مجید کی یہ آیت اپنے مفہوم میں واضح ہے لہذا ہمیں "یقینی دلیل" سے بات معلوم ہوگئی کہ ہر چیز ہمارے لئے حلال + پاک ہے۔لہذا اب کسی شے کو حرام۔۔یا۔۔ناپاک قرار دینے کے لئے "یقینی دلیل" کا ہونا ضروری ہے۔
- اگر یقینی دلیل موجود نہیں محض شک اور ظن ہے تو اس سے یقین زائل نہیں ہو گا۔ مثال کے طور پر:

(۱) پاس میں موجود کپڑوں کا جب تک ناپاک ہونا ثابت نہ ہو اس پر پاکی کا حکم ہے۔

(۲) بغیر ڈھکن دودھ موجود ہے تو جب تک بلی کا منہ ڈالنا ثابت نہ ہو دودھ کو جوٹھا نہیں کہا جا سکتا۔

(۳) رستے میں جاتے ہوئے چھت سے پانی گرا اور کپڑے بھیگ گئے تو جب تک اس پانی کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہو، کپڑے پاک ہیں۔

(۴) مارکیٹ میں کسی برانڈ کی لب اسٹک، پاؤڈر، صابن دستیاب ہے جب تک حرمت کا ثبوت نہ ہو، حرام نہیں کہہ سکتے۔

- فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ فقہ کے تین چوتھائی (75%) احکام اسی قاعدہ کی بنیاد پر اخذ کئے جاتے ہیں۔
- اس سے یہ اصول نکلا کہ "**اليقين يزول باليقين**" اور "**اليقين لا يزول بالشك**"۔ یعنی یقین، یقین سے ہی زائل ہوتا ہے۔۔یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

([1]) اس اصول سے (1) گوشت (2) عورت (مسائلِ ابضاع / فروج) (3) سوناچاندی خارج ہیں، کیونکہ ان میں اصل حرمت ہے۔ (نوٹس: مفتی اکمل قادری)

- یہ قاعدہ ہر چیز میں کام دے گا، مثلاً کوئی شخص کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہتا ہے تو اِس کی دلیل اُسی کے ذمے ہے، **من ادعی فعلیه البیان۔**

تیسرا مقدمہ: احتیاط یہ نہیں کہ کسی شے کو ناپاک یا حرام کہہ دیا جائے

- احتیاط اس میں نہیں کہ مکمل تحقیق اور کامل ثبوت کے بغیر کسی شے کو حرام ومکروہ کہہ دیا جائے۔
- احتیاط اس میں ہے کہ کسی شے کو مباح یعنی حلال یا پاک مانا جائے، اسلئے کہ اِباحت ہی اصل میں یقینی ہے جس پر قرآن و حدیث کے مضامین بطور دلیل موجود ہیں۔
- کسی شے کو بغیر کسی ثبوت کے ناپاک یا حرام کہنا اللہ رب العزت پر افترا یعنی جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے، کہنے والے پر فرض ہے کہ وہ اس کی دلیل پیش کرے ورنہ توبہ کرے۔
- نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب چاہیں جیسا چاہیں حکم بیان فرمائیں مگر اسکے باوجود آپ نے شراب کو حرام قرار دینے سے اُس وقت تک خاموشی اختیار فرمائی جب تک اسکی ممانعت کا واضح حکم نازل نہیں ہو گیا۔

چوتھا مقدمہ: بازاری افواہوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے

- بازاری افواہیں ناقابلِ اعتبار ہوتی ہیں۔
- بازاری افواہوں کا اعتبار کرتے ہوئے احکامِ شرع کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔
- بازاری افواہوں کی یا تو کوئی اصل نہیں ہوتی، یا اصل ہو تو قائل (کہنے والے) کا حال معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمان تھا یا کافر یا فاسق، بعض اوقات تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ بتانے والا کافر تھا یا فاسق، پھر اصل معلوم ہو یا نہ ہو قائل کا حال معلوم ہو یا نہ ہو خبر پھیلتے پھیلتے اتنی بدل جاتی ہے کہ جس سے سنیں ایک الگ ہی کہانی سامنے آتی ہے، لہذا بازاری افواہ اگرچہ پورا شہر بیان کرے قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

➢ مسلم شریف کی حدیث میں فرمایا گیا کہ اس طرح کی بازاری افواہ شیطان کی جانب سے پھیلائی جاتی ہے، اسکا چہرہ معلوم ہوتا ہے نام و حال نہیں۔ چنانچہ امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں جناب عامر بن عبدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "شیطان آدمی کی شکل میں ایک قوم کے پاس آتا ہے اور ان سے جھوٹی بات بیان کرتا ہے پھر وہ منتشر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے میں نے ایک آدمی کو بیان کرتے ہوئے سنا میں اس کو چہرے سے پہچانتا ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا۔"

پانچواں مقدمہ: مخبِر کی خبر کا اعتبار

Direct and Indirect Information

➢ احکامِ دینیہ مثلا حلال حرام اور پاکی ناپاکی میں کافر کی بات معتبر نہیں ہے جبکہ وہ قصداً اسی کی خبر دے رہا ہو، مثلاً کسی مسلمان نے پوچھا یہ کیچڑ پاک ہے یا ناپاک، اُس نے کہا ناپاک ہے۔ اس معاملے میں کافر کی خبر معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح تھیلی میں رکھے گوشت کے بارے میں کہا اس میں خنزیر کا گوشت ملا ہوا ہے، تو اگرچہ بات دل میں جمتی محسوس ہو گوشت حلال ہے۔

➢ اگر خبر کا تعلق احکامِ دینیہ سے نہیں بلکہ دنیوی معاملے سے ہے، لیکن ضمناً حکمِ دینی بھی معلوم ہو جاتا ہے تو اس خبر کا اعتبار ہے، مثلاً

کافر کے ہاتھ میں گوشت ہے اور مسلمان نے پوچھا کہاں سے خریدا ہے، جواب دیا: اکرم بھائی سے۔ تو گوشت حلال ہے، اسی طرح گوشت ہاتھ میں تھا، پوچھنے پر بتایا کہ فلاں مجوسی کا ذبیحہ ہے تو اس کافر کی بات مانی جائے گی اور گوشت حرام ہو گا۔

➢ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدمہ مخبِر کی خبر سے متعلق تقسیم بیان کی اور ان کے احکام بھی ذکر کئے ہیں۔ مگر اس مقدمے میں منفرد اور جماعت کی خبر کی تقسیم نہیں فرمائی بلکہ آخر میں کل کی برف کے تحت تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، ہم تمام گفتگو کو چارٹ کی صورت میں جمع کر رہے ہیں۔
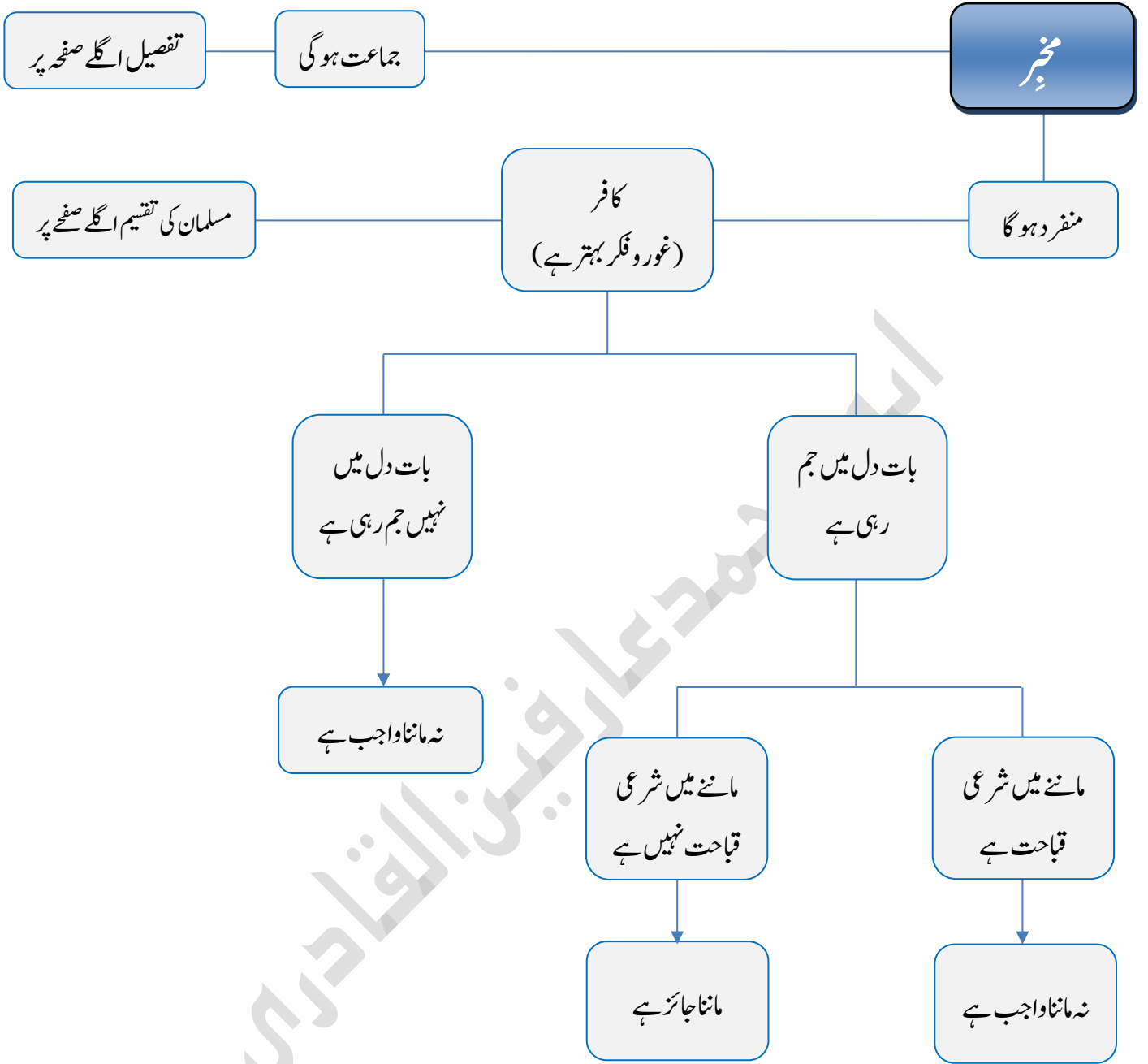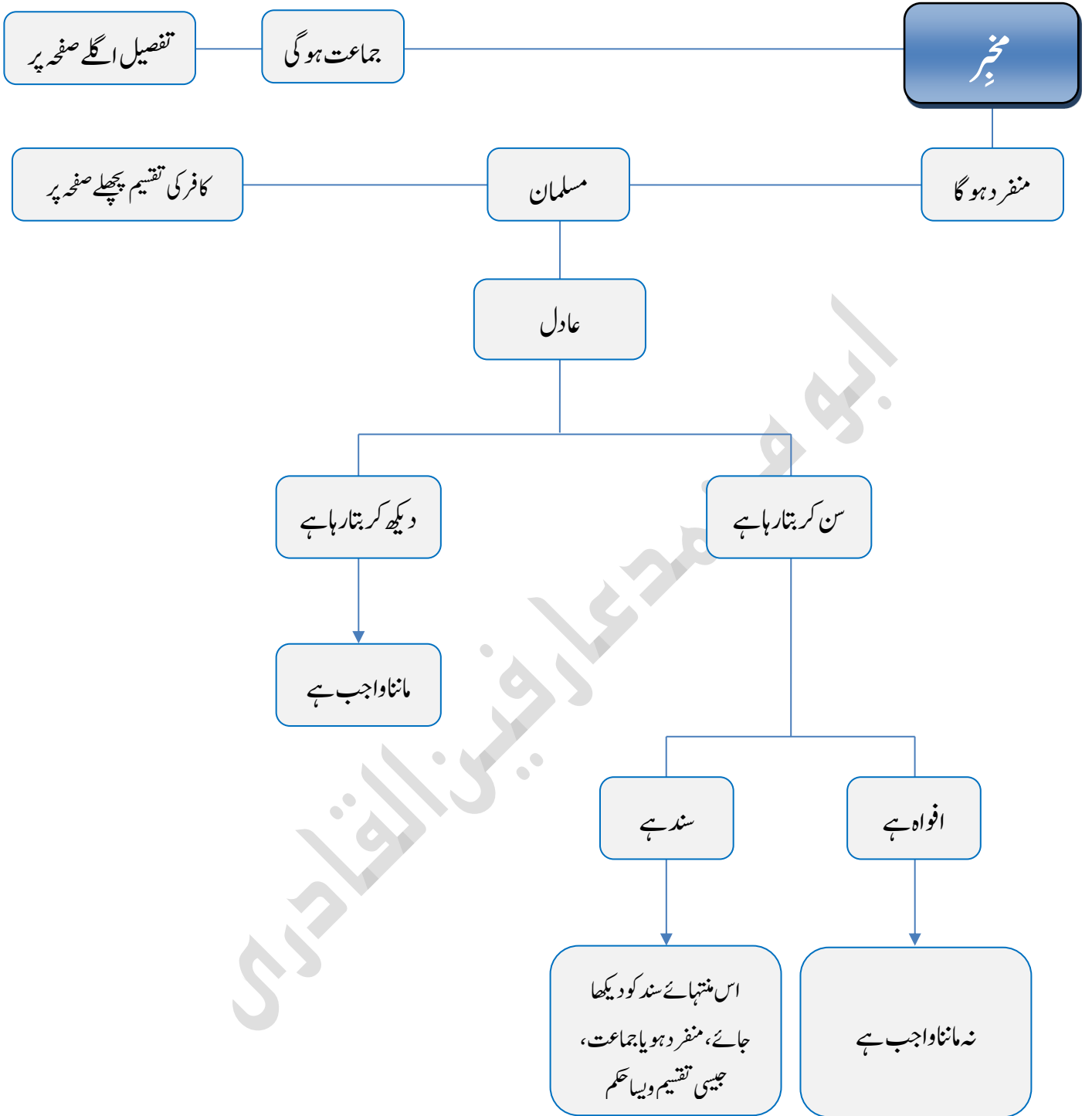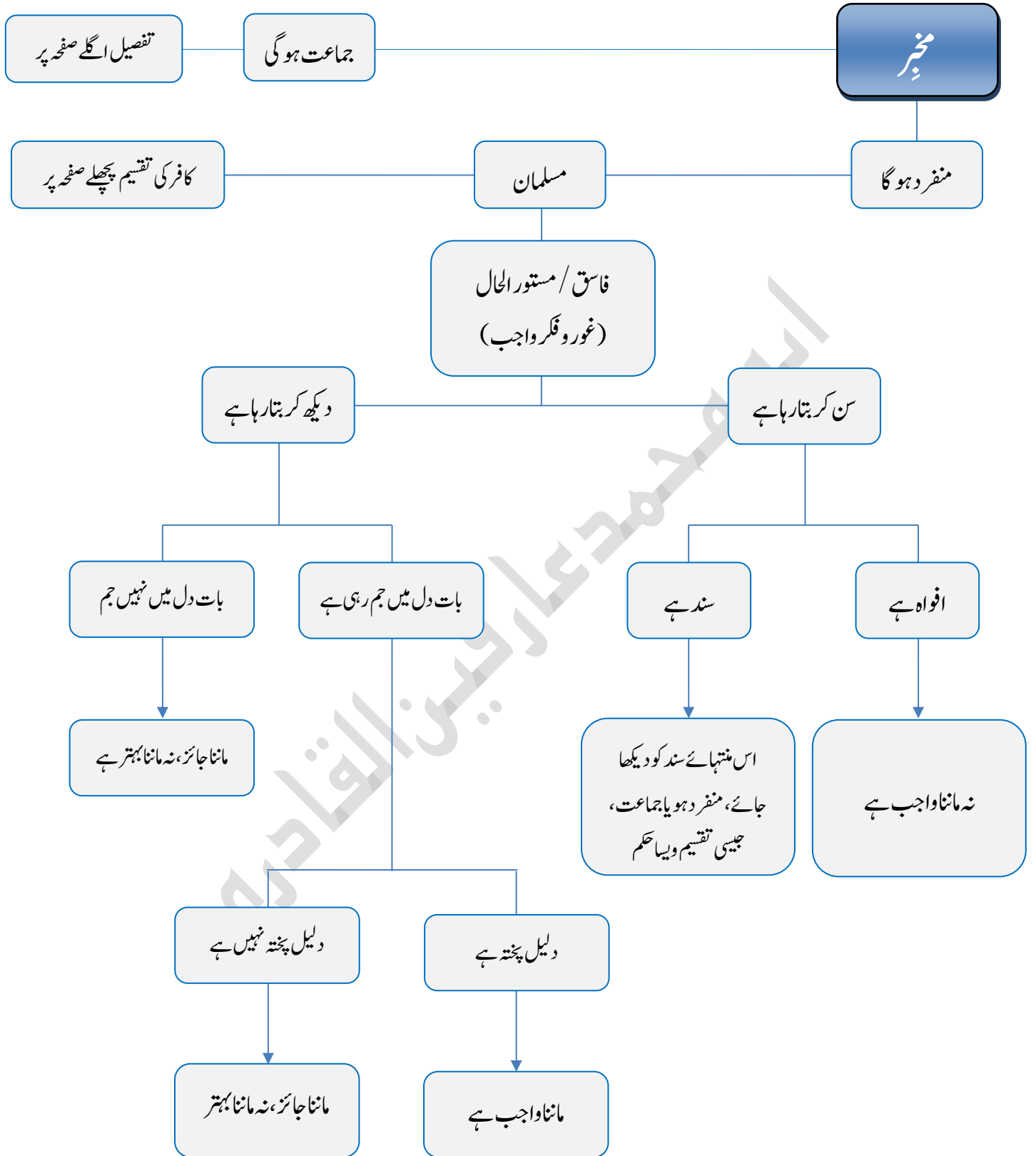
مخبِر
جماعت ہو گی
تفصیل اگلے صفحہ پر
منفرد ہو گا
کافر
(غور و فکر بہتر ہے)
مسلمان کی تقسیم اگلے صفحے پر
بات دل میں جم رہی ہے
بات دل میں نہیں جم رہی ہے
نہ ماننا واجب ہے
ماننے میں شرعی قباحت ہے
ماننے میں شرعی قباحت نہیں ہے
نہ ماننا واجب ہے
ماننا جائز ہے

مخبِر
جماعت ہو گی
تفصیل اگلے صفحہ پر
منفرد ہو گا
مسلمان
کافر کی تقسیم پچھلے صفحہ پر
عادل
سن کر بتا رہا ہے
دیکھ کر بتا رہا ہے
ماننا واجب ہے
افواہ ہے
سند ہے
نہ ماننا واجب ہے
اس منتہائے سند کو دیکھا جائے، منفرد ہو یا جماعت، جیسی تقسیم ویسا حکم

مخبِر
جماعت ہو گی
تفصیل اگلے صفحہ پر
منفرد ہو گا
مسلمان
کافر کی تقسیم پچھلے صفحہ پر
فاسق / مستور الحال
(غور و فکر واجب)
سن کر بتا رہا ہے
دیکھ کر بتا رہا ہے
افواہ ہے
سند ہے
بات دل میں جم رہی ہے
بات دل میں نہیں جم
نہ ماننا واجب ہے
اس منتہائے سند کو دیکھا جائے، منفرد ہو یا جماعت، جیسی تقسیم ویسا حکم
ماننا جائز، نہ ماننا بہتر ہے
دلیل پختہ ہے
دلیل پختہ نہیں ہے
ماننا واجب ہے
ماننا جائز، نہ ماننا بہتر

- جمہور کے نزدیک تواتر میں عدالت بلکہ اسلام کی بھی شرط نہیں ہے۔
- اسی طرح اگر سند کی انتہا پر مسلمان عادل ہو جو دیکھ کر بتارہا ہو، تو اگرچہ ایک ہی ہو جب بھی احتراز واجب اور برف حرام و نجس۔

چھٹا مقدمہ: کسی شے کا مقامِ احتیاط سے دور ہونا

کسی چیز کا احتیاط کے مقام سے دور ہونا۔۔یا۔۔کسی قوم کا ناپاکی اور حرمت کے معاملے میں بے احتیاط ہونا۔۔اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ وہ شے۔۔یا۔۔**انکی استعمال شدہ اشیاء**۔۔یا۔۔**انکی بنائی ہوئی اشیاء**۔۔کو مطلقاناپاک۔۔یا۔۔حرام و ممنوع قرار دے دیا جائے۔

کیونکہ اس سے یقین حاصل ہوگا تو فقط اتنا کہ وہ قوم غیر محتاط ہے، اور اس کے سبب وہ اشیاء دائمی طور پر ناپاک یا حرام ہونے کا تقاضا نہیں کرتی۔ تو مذکورہ اشیاء سے متعلق صرف ظنون و خیالات باقی رہے جو عند الشرع معتبر نہیں ہیں جیسا کہ دوسرے مقدمے میں ذکر کیا گیا۔

اس مقدمے کی وضاحت میں چند مسائل درج ذیل ہیں:

1. جن کنوؤں سے کفار، جہال و گنوار، نادان بچے اور بے تمیز عورتیں سب طرح کے لوگ پانی بھرتے ہیں، وہاں کس قدر بے احتیاطی کا امکان ہے مگر شرع مطہر اُن کی طہارت کا حکم دیتی اور شرب و وضو روا فرماتی ہے جب تک نجاست معلوم نہ ہو۔
2. خیال کرو اس سے زیادہ ظنوں و خیالات اُن جوتوں کے بارے میں ہوتے ہیں جنہیں گلی کوچوں بلکہ ہر قسم کی جگہوں میں پہنے پھرتے ہیں، پھر بھی علما فرماتے ہیں جو تا کنویں سے نکلے اور اس پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو کنواں پاک ہے، اگرچہ دل کی تسلّی کے لئے دس بیس ڈول نکال لئے جائیں۔
3. غور کرو کیا کچھ گمان ہیں بچوں کے جسم اور کپڑوں میں کہ وہ احتیاط کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے پھر فقہا حکم دیتے ہیں جس پانی میں بچّہ ہاتھ یا پاؤں ڈال دے پاک ہے جب تک نجاست کی تحقیق نہ ہو۔
4. نظر کرو کتنی ردی حالت ہے اُن کھانوں اور مٹھائیوں کی جو کفار و ہنود بناتے ہیں کیا ہمیں اُن کی سخت بے احتیاطوں پر یقین نہیں۔۔کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کی کوئی چیز گوبر وغیرہ نجاسات سے خالی نہیں۔۔کیا ہمیں نہیں معلوم کہ اُن کے نزدیک گائے بھینس کا گوبر اور بچھیا کا پیشاب صاف شفاف اور پاک بلکہ پاک کرنے والا بلکہ نہایت مبارک و مقدس ہے کہ جب طہارت و نظافت میں مکمل اہتمام منظور ہوتا ہے تو ان سے زائد یہ فضیلت کسی شے سے حاصل نہیں جانتے۔۔پھر علما اُن چیزوں کا کھانا جائز رکھتے ہیں۔

5. نگاہ کرو مشرکوں کے برتن کون نہیں جانتا جیسے ہوتے ہیں وہ انھی برتنوں میں شرابیں پیتے ہیں، سور اور جھٹکے کے ناپاک گوشت کھاتے ہیں، پھر شریعتِ مطرہ فرماتی ہے جب تک نجاست کا علم نہ ہو طہارت کا حکم ہے۔یہاں تک کہ خود صحابہ کرام حضور سید العلمین ﷺ کے سامنے غنیمت کے برتن بے تکلف استعمال کرتے اور حضور منع نہ فرماتے۔
6. تامل کرو کفار کس قدر بے احتیاطی اور گندگی کی جڑ ہیں، خصوصاً ان کے شراب نوش کے کپڑے، علی الخصوص انکے پاجامے کہ وہ ہرگز استنجاء کا لحاظ نہیں رکھتے اور نہ ہی شراب پیشاب وغیرہا نجاسات سے بچتے ہیں، پھر علماء حکم دیتے ہیں کہ وہ پاک ہیں اور مسلمان بے دھوئے پہن کر نماز پڑھ لے تو صحیح وجائز جب تک گندگی واضح نہ ہو۔

علمائے دین کی عادت یہ ہے طہارت کا حکم دینے کے لئے ادنی احتمال بھی قبول فرمالیتے ہیں، لیکن ناپاکی کا حکم دینے کے لئے ادنی احتمال کا لحاظ نہیں فرماتے۔ دیکھو گائے بکری اور ان کی امثال اگر کنویں میں گر کر زندہ نکل آئیں قطعاً حکمِ طہارت ہے حالانکہ کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کی رانیں پیشاب کی چھینٹوں سے پاک ہوتی ہیں مگر علما فرماتے ہیں محتمل کہ اس سے پہلے کسی آبِ کثیر میں اُتری ہوں اور اُن کا جسم دُھل کر صاف ہو گیا ہو۔

ہاں ایسا ظہور جو غلبہ ظن تک پہنچائے پاک کرنا مستحب قرار دیتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں فقہاء کرام نے اس مسئلے میں بیس ۲۰ ڈول نکالنا مستحب کہا ہے جیسا کہ خانیہ میں اسے بیان کیا۔ پس سمجھ لو۔

ساتواں مقدمہ: ظنِ غالب پیدا ہونے کی صورتیں

شدّتِ بے احتیاطی۔۔ جس کی وجہ سے اکثر حالات میں نجاست کا غالب ہونا اور کثرت سے عام ہونا پایا جاتا ہو، بیشک ظنِ غالب کا باعث ہے اور ظن غالب شرعاً معتبر اور فقہ میں احکام کی بنیاد بنتا ہے۔ مگر اس کی دو صورتیں ہیں:

1. **پہلی صورت** یہ ہے کہ دل کو غالب پہلو کی طرف اس درجہ وثوق واعتماد ہو کہ دوسری طرف کو بالکل نظر سے ساقط کر دے اور محض ناقابلِ توجہ سمجھے گویا کہ اُس پہلو کا ہونا نہ ہونا برابر ہو۔۔۔ ایسا ظن غالب فقہ میں یقین کے ساتھ ملحق ہوتا ہے یعنی ہر جگہ یقین والا کام دے گا اور اپنے خلاف یقینِ سابق کا مکمل مقابل اور اسے زائل کر دینے کی کامل صلاحیت رکھنے والا ہو گا۔

2. **دوسری صورت** یہ ہے کہ دل غالب پہلو کی طرف ٹھیک ٹھیک نہ جمے، اور مغلوب پہلو کو ناقابلِ توجہ بھی نہ سمجھے بلکہ اُدھر بھی ذہن جائے اگرچہ ضعیف اور قلیل طور پر۔۔ یہ صورت یقین والا کام نہیں دیتی اور نہ اپنے خلاف یقینِ سابق کے مقابل آنے کی صلاحیت رکھتی ہے، بلکہ شک و تردد کے مرتبہ میں ہی سمجھی جاتی ہے۔ کلماتِ علماء میں کبھی اسے بھی ظنِ غالب کہتے ہیں اگرچہ حقیقۃً یہ محض ایک ظن ہے ظنِ غالب نہیں ہے۔

اس دوسری صورت میں فقہاء کرام اتنا لحاظ ضرور کرتے ہیں کہ احتیاط کو بہتر وافضل جانتے ہیں، اس پر عمل کو واجب اور حتمی قرار نہیں دیتے۔ مثال کے طور پر،

کافروں کے پاجامے، مشرکوں کے برتن، اُن کے پکائے گئے کھانے، بچوں کے ہاتھ پاؤں وغیرہ۔۔ وہ مقامات جہاں نجاست کا اس قدر غلبہ اور کثرت ہوتی ہے کہ اکثر اوقات اور عام حالات میں نجاست سے ملوث ہونا پایا جاتا ہے۔۔ اور اس کے سبب اگر طہارت کی طرف ایک بار ذہن جاتا ہے تو نجاست کی جانب دس، بیس دفعہ۔۔ مگر اسکے باوجود ان میں کسی چیز کو بغیر دیکھے یقینی طور پر ناپاک نہیں کہہ سکتے، اور دل قبول کرتا ہے کہ شاید یہ چیزیں پاک ہوں۔۔

لہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے بچنا "افضل و بہتر" اور نہ بچنا "مکروہ تنزیہی" ہے یعنی بلاضرورت اسکا ارتکاب کرنا نامناسب ہے اور کیا تو کچھ حرج بھی نہیں۔

دلیل: امام احمد، امام بخاری و مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ان کے علاوہ برتن پاؤ تو ان میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ تو ان کو دھو کر ان میں کھالو۔ ابوداؤد کے الفاظ میں ہے کہ وہ خنزیر کا گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں تو ہم ان کے برتنوں اور ہانڈیوں کے ساتھ کیا کریں (الحدیث)

(بخاری شریف، کتاب الذبائح، باب صید القوس، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ کراچی، ۲/۸۲۳)

شک، وہم، ظن اور ظنِ غالب کا جامع مفہوم

وباالجملة فلا يخلو شيئ من التفاسير الثمانية المذكورةللشك والوهم والظن من الشكوك فالاوضح الأخصر في حدها ما أقول: إذا لم تجزم في حكم بإيجاب ولا سلب فإن استوى عندك فهو **الشك** وإلا

فالمرجوح **موهوم**، والراجح **مظنون** فإن بلغ الرجحان بحيث طرح القلب الجانب الآخر فهو **غالب الظن وأكبر الرأي**، والله تعالى أعلم و لنرجع إلى ما كنا فيه.

حاصل کلام یہ ہے کہ شک وہم اور ظن کے بارے میں مذکورہ آٹھ تفاسیر شکوک سے خالی نہیں لہذا ان کی تعریف میں نہایت واضح اور بہت مختصر بات وہ ہے جو میں کہتا ہوں (یعنی) جب ایجاب وسلب کے حکم میں تمہیں کوئی قطعی بات حاصل نہ ہو تو اگر تمہارے نزدیک وہ دونوں برابر ہیں تو یہ شک ہے ورنہ جو مرجوح ہے وہ موہوم اور راجح مظنون ہو گا۔ اور اگر ترجیح اس حد کو پہنچ جائے کہ دل دوسری جانب کو چھوڑ جائے تو وہ غالب گمان اور بڑی رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور ہمیں اسی کی طرف لوٹنا چاہیے جس میں ہم تھے۔

چھٹے اور ساتویں مقدمات کا چارٹ
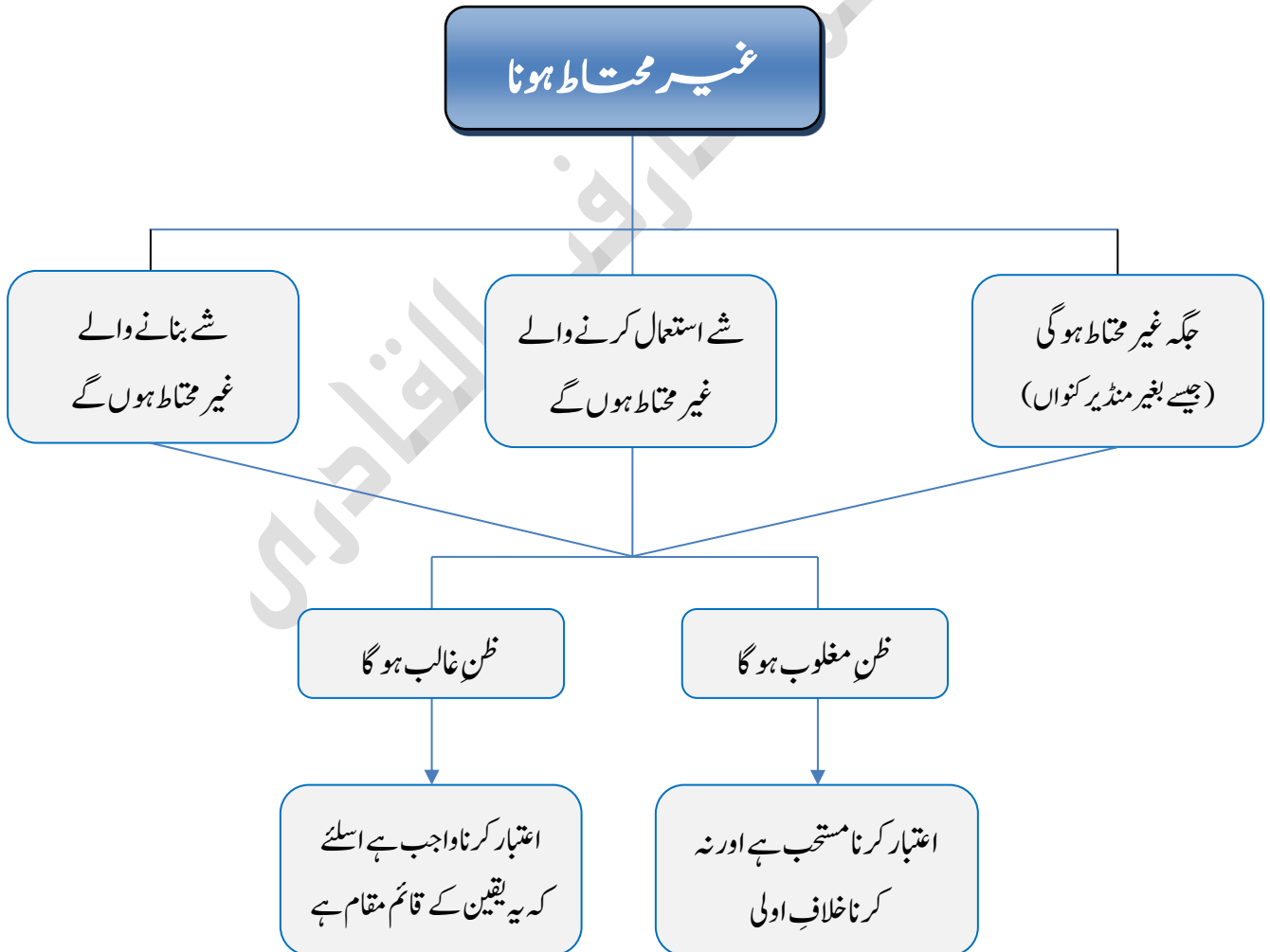
وضاحت:

- غیر محتاط یا تو شے کا مقام ہو گا۔۔یا۔۔شے استعمال کرنے والے ہوں گے۔۔یا۔۔۔شے بنانے والے ہوں گے۔
- تینوں صورتوں میں غیر محتاط ہونا یا تو۔۔ ظنِ مغلوب ہو گا۔۔یا۔۔ ظنِ غالب ہو گا۔
- ظنِ مغلوب ہونے کی صورت میں اعتبار کرنا واجب تو نہیں ہے مگر مستحب، افضل ہے اور نہ کرنا خلافِ اولی و مکروہ تنزیہی ہے، فقہائے کرام اسی کا اعتبار کرتے ہوئے بعض جگہ احتیاطی حکم بیان کر دیتے ہیں۔
- ظنِ غالب ہونے کی صورت میں اعتبار کرنا واجب ہے اسلئے کہ ظنِ غالب ملحق بالیقین یعنی یقین کے درجے میں ہوتا ہے۔

آٹھواں مقدمہ: کسی چیز میں نجاست کا ملنا

کسی شے کی انواع و اقسام میں کسی نجس چیز کے مل جانے۔۔یا۔۔ حرام چیز سے مختلط ہو جانے کی وجہ سے اس کی نوع و قسم کے ہر ہر فرد پر نجاست اور حرمت کا حکم لگانے میں شرط یہ ہے کہ،

معلوم اور تحقیق شدہ ہو کہ فلاں چیز میں نجاست کا ملنا یا اختلاط ہونا ہر فرد کو شامل ہے۔

مثال کے طور پر:

جس شے کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ اس کے ہر فرد میں میں شراب یا سور کی چربی ڈالی جاتی ہے۔۔اور اس کے بنانے والے لازمی طور پر اس کا اہتمام کرتے ہیں، تو اس کا استعمال مکمل طور پر ناجائز و حرام ہو گا۔۔ اور وہاں اس احتمال کا بالکل بھی اعتبار و لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ ہم نے (Particularly) یہ فرد خاص نہ ہی خود بنتے ہوئے دیکھی ہے اور نہ خاص اس فرد کے بارے میں کوئی معتبر خبر ہمیں ملی ہے، ممکن ہے اس میں نجاست کی ملاوٹ نہ کی گئی ہو۔

کیونکہ یقینِ کامل یا ظنِ غالب کے ساتھ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ شے بنانے والے نجاست کی ملاوٹ کا اہتمام کرتے ہیں تو کسی فرد خاص میں نجاست نہ ملنے کا احتمال نا قابلِ لحاظ ہو گا اسلئے کہ یقین یقین کو زائل کر دیتا ہے لہذا نجاست و حرمت کے یقین نے اصل حکم یعنی طہارت و حلت کو زائل کر دیا۔

ہاں اگر۔۔۔کسی یقینی دلیل سے اُس خاص فرد کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ نجاست سے محفوظ ہے تو البتہ اسکے جواز کا حکم دیا جائے۔

اور اگر۔۔۔ایسا نہیں بلکہ صرف اتنا معلوم اور تحقیق شدہ ہے اس شے کے بعض افراد میں نجاست کی ملاوٹ ہوتی ہے بعض میں نہیں۔۔یا۔۔اسکے بنانے والے لازمی طور پر اس ملاوٹ کا اہتمام کرتے بھی ہیں اور نہیں بھی کرتے۔۔۔تو ایسی صورت میں اس شے کے ہر فرد پر عمومی طور ناپاکی یا حرمت کا حکم لگانا جائز نہیں ہو گا۔۔۔ اس صورت میں اوپر بیان کئے گئے احتمالات یقینی طور پر کارآمد ہوں گے، اسلئے کہ جو شے ہم استعمال کر رہے ہیں اسکے ہر فرد میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ وہ نجاست سے محفوظ ہو، تو اصل طہارت یا حلت کا یقین حاصل ہے اور شکوک و خیالات نا قابلِ اعتبار ہیں۔

غور کریں کہ کفار و مشرکین کے کھانے، انکے لباس اور برتنوں کے بارے میں ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ان میں ناپاک بھی ہیں، مگر پھر بھی یہ یقین فائدہ نہیں دیتا اور ان اشیاء کا استعمال حرام قرار نہیں دیا جاتا۔۔وجہ وہی ہے کہ انکے کھانے، لباس اور برتنوں کے بارے میں عمومی نجاست کا یقین حاصل نہیں ہے۔۔اور جب ان میں پاک اشیاء بھی ہیں اگرچہ کم ہوں تو کیا معلوم کہ جس فرد کا ہم استعمال چاہتے ہیں اُن میں سے نہیں۔

ائمہ کرام نے یہی حکم دیا ہے کہ جس شے کے ہر فرد کے بارے میں نجاست یا حرمت کا عمومی یقین نہ ہو تو اس شے کے ہر فرد کی تحقیق کریں گے، جس میں نجاست یا حرمت یا یقین حاصل ہو گا صرف اسی خاص فرد پر نجاست یا حرمت کا حکم لگے، چند کو بنیاد بنا کر ہر فرد پر نجاست یا حرمت کا حکم نہیں لگا سکتے۔
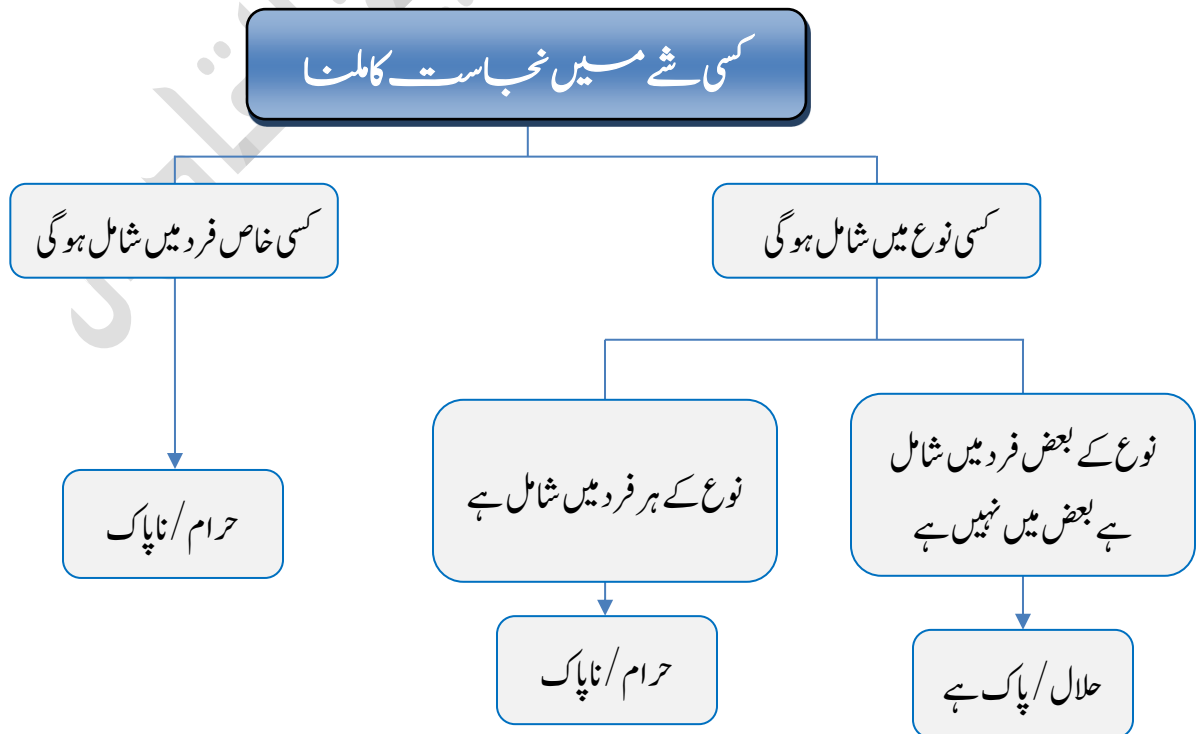
وضاحت:

- نجاست یا تو شے کی کسی **نوع** میں شامل ہو گی۔۔یا۔۔ کسی **خاص فرد** میں شامل ہو گی۔
- نوع میں شامل ہوئی تو یا بعض فرد میں ہو گی بعض میں نہیں۔۔یا۔۔ ہر فرد میں شامل ہو گی۔ پہلی صورت میں حلال و پاک کا حکم ہو گا دوسری صورت میں حرام و ناپاک کا حکم ہو گا۔
- نجاست شے کے کسی **خاص فرد** میں شامل ہو گی۔ اس صورت میں اس خاص فرد پر حرام و ناپاک کا حکم ہو گا بقیہ افراد پر نہیں ہو گا۔
- یہ تمام احکام ان صورتوں میں ہیں جب نجاست کا ملنا یقینی طور پر ثابت ہو اگر محض ظن و خیالات ہیں تو کسی پر حرام و ناپاک کا حکم نہیں ہے۔

نواں مقدمہ: بازار میں ناپاک اشیاء کا مختلط ہو جانا

جب بازار میں کسی شے میں حلال و حرام مل جائیں۔۔۔یا۔۔ کسی شے کی خاص جنس (Batch،Serial) میں حلال و حرام مل جائیں۔۔ اور کوئی ایسی علامت بھی موجود نہ ہو جس سے حلال و حرام کو پہچان کر علیحدہ کر دیا جائے تو شریعت مطہرہ خریداری سے اجتناب کا حکم نہیں دیتی، کیونکہ ان ملی ہوئی اشیاء میں حرام کے ساتھ حلال بھی ہیں، تو ہر شے میں حلال کا احتمال موجود ہے اور اس شے کے جائز ہونے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے۔

دسواں مقدمہ: اللہ تعالی نے ہمیں تفتیش کا مکلف نہیں بنایا

اللہ تعالی نے ہمیں اس بات کی تفتیش کا مکلف نہیں بنایا ہے کہ صرف اسی چیز کا استعمال کریں جو حقیقۃ و واقعۃ پاک اور حلال ہو، کیونکہ تفتیش کر کے اس کا علم حاصل کرنا ہماری طاقت و قدرت سے باہر ہے۔

اور نہ ہی اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ صرف اسی چیز سے فائدہ حاصل کریں جو ہمارے علم و یقین کی بنیاد پر طیب و طاہر ہو، کیونکہ اس میں حرجِ عظیم ہے اور حرج کو نص سے دور کر دیا گیا ہے۔

لہذا حکمِ شریعت صرف اتنا ہے کہ اس چیز سے فائدہ حاصل کریں جو اپنے اصلی حکم کے مطابق طیب اور حلال ہو اور اس کے نجس و حرام ہو جانے کا عارضہ ہمارے علم میں نہ ہو۔۔ لہذا جب تک خاص اس شے کا جسے ہم استعمال کرنا چاہتے ہیں ناپاک یا حرام ہونے کا ظنِ غالب نہ ہو۔۔ تو اسکی تفتیش و تحقیق کی بھی حاجت نہیں ہے، ہمارے لئے جائز ہے کہ اصل حکم طیب و حلال پر عمل کریں اور شک و شبہ کو کسی قسم کی جگہ نہ دیں۔

اور اگر احتیاط کے پیشِ نظر مذکورہ اشیاء سے بچنا چاہے تو ضروری ہے کہ اسکی وجہ سے کسی اہم و تاکیدی حکم کی مخالفت لازم نہ آئے، اسلئے کہ شریعتِ مطہرہ کا قاعدہ ہے، اگر اچھا کام کرنے سے برے کام میں ملوث ہونا لازم آتا ہو تو اس اچھے کام کو ترک کر دیا جائے۔

مثال کے طور پر:

کسی مسلمان نے دعوت کی، اب یہ صاحب اُسکے مال اور کھانے کی تحقیقات کر رہے ہیں کہ کہاں سے لایا، کیونکر پیدا کیا، حلال ہے یا حرام، کوئی نجاست تو اس میں نہیں ملی ہوئی۔۔۔ بے شک یہ ساری باتیں پریشانی میں مبتلا کرنے والی ہیں اور مسلمان پر بدگمانی کرکے ایسی تحقیقات کرنا گویا اُسے ایذا دینا ہے خصوصاً اگر وہ شخص شرعی طور پر قابلِ تعظیم و قابلِ احترام ہو۔ جیسے عالمِ دین، سچا مرشد، ماں باپ، استاد، یا کسی قوم کا عزت دار سردار۔۔ لہذا تین چیزیں پائی گئی، ایک بدگمانی، دوسرے پریشان کن باتیں، تیسرے بزرگوں کا ترکِ ادب۔

اور یہ گمان نہ کرے کہ میں خفیہ طریقے سے تحقیقات کرلوں کہ صاحبِ خانہ کو خبر نہ ہو۔۔ اگر اسے خبر پہنچ گئی تو زیادہ رنج ہوگا جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہے۔۔ اور یہ گمان بھی نہ کرے کہ صرف اپنے احباب کی تحقیقات کرلیا کروں گا تو احباب کے ساتھ ایسا برتاؤ کب جائز ہے۔۔ اور یہ گمان کرنا کہ انہیں معلوم چل بھی گیا تو شاید ایذا نہیں پہنچے گی تو ہم کہتے ہیں شاید ایذا پہنچ جائے۔۔ اور اگر شاید پر ہی عمل کرنا ہے تو صاحبِ خانہ کے مال و طعام کے متعلق عمل کرلے کہ شاید حلال و پاک ہو۔ اور اگر واقعۃً ایذا نہیں ہوئی بلکہ تحقیق کرتے ہوئے صاحبِ خانہ سے پوچھ لیا اور اس نے بغیر کسی تکلف کے بتا بھی دیا پھر بھی اس عمل کے ذریعے ایک مسلمان کا عیب ظاہر ہوا جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

الغرض ایسے مقامات میں ورع و احتیاط کی دو ہی صورتیں ہیں:

1. یا تو دعوت قبول کرنے سے اس طرح بچ جائے کہ صاحبِ خانہ کو اجتناب و دامن کشی پر اطلاع نہ ہو۔

2. یا ایسے امور میں سوال و تحقیق کرے جن کی تفتیش ایذا کا سبب نہیں بنتی۔۔ مثال کے طور پر:
کسی کا جو تا پہنے ہے وضو کر کے اُس میں پاؤں رکھنا چاہتا ہے دریافت کرلے کہ پاؤں تر ہیں یوں ہی پہن لوں؟ وعلی ہذا القیاس۔
ہاں ایک صورت ہے جس میں صاحبِ خانہ سے تحقیق میں حرج نہیں ہے، وہ یہ کہ صاحبِ خانہ فاسق و فاجر، بیباک بدکار ہو اور اس قدر بے حیائی کو پہنچا ہوا ہو کہ اُس سے نہ پوچھا جائے تو اپنی بدکاری پر بے باک ہو، پوچھنے پر بھی فرق نہ پڑے، نہ اُس سے کوئی فتنہ متوقع ہو اور نہ اسکے عیب ظاہر کرنے میں پردہ دری کا مسئلہ ہو۔
اسکے علاوہ ورع و احتیاط کے نام پر مسلمانوں کی نفرت، وحشت، ان کی رسوائی، عیبوں کی تفتیش اور گناہ کا باعث نہ ہو کہ یہ سب امور ناجائز ہیں اور شکوک و شبہات کے معاملات میں ورع اختیار نہ کرنا ناجائز نہیں ہے، کوئی بعید نہیں کہ ایک جائز کام سے بچنے کے لئے چند ناجائز کاموں کا ارتکاب کرے یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ اسے محتاط بننے کے پردے میں محض غیر محتاط کر دیا۔
پس ان امور میں ضابطہ کلیہ قابلِ حفظ یہ ہے کہ فرائض پر عمل کرنے اور حرام کاموں سے بچنے کو مخلوق کی خوشی پر ترجیح دے اور ان امور میں کسی مخلوق کی مطلقا پرواہ نہ کرے اور مخلوقِ خدا سے محبت، ان کی قلبی کیفیات کا لحاظ رکھنے کو مستحب پر عمل کرنے اور خلافِ اولی سے بچنے پر ترجیح دے اور فتنہ و نفرت، ایذا و وحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔ اسی طرح جو عادات، رسم و رواج لوگوں میں جاری ہوں اور شریعتِ مطہرہ سے اُنکی ممانعت ثابت نہ ہو تو ان میں خود کو ممتاز اور الگ دکھاتے ہوئے مخالفت نہ کرے یہ سب چیزیں لوگوں کے درمیان الفت و انسیت کے خلاف اور حضور سید عالم ﷺ کی تعلیمات سے دور ہیں۔ ہوشیار و گوش دار کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ و حکمتِ جلیلہ و کُوچہ سلامت و جادہ کرامت ہے جس سے بہت زاہدان خشک واہلِ تکشف غافل و جاہل ہوتے ہیں وہ اپنے زعم میں محتاط و دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت و مقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں خبر دار و محکم گیر یہ چند سطروں میں علم غزیر وباللہ التوفیق والیہ المصیر (یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ت)

مذکورہ مقدمات میں جو ضابطے و کلیے پیش کئے گئے ہیں انکا استعمال کرتے ہوئے شراب اور ہڈیوں کے حکم کا بیان

اقول وباللہ التوفیق

یاد رکھیں کسی بھی حرام یاناپاک چیز کے دوسرے چیز میں ملنے کا یقین دوطرح سے حاصل ہوتا ہے:

(1) شخصی: یعنی ایک فرد خاص کے بارے میں یقین حاصل ہونا۔ مثلاً آنکھوں سے دیکھا کہ اس کنویں میں نجاست گری ہے۔

(2) نوعی: یعنی مطلق نوع کے بارے میں یقین حاصل ہونا۔

نوعی کی پھر دو قسمیں ہیں:

- اجمالی: یعنی نوع کے بارے میں اتنا تو ثابت ہو کہ اس میں حلال و حرام، پاک و ناپاک کی ملاوٹ ہوئی ہے۔ لیکن یہ ثابت نہ ہو کہ اسکے ہر ہر فرد میں ایسی ملاوٹ موجود ہے۔ جیسے کفار کے برتن، کپڑے، کنویں۔
- کلی: یعنی نوع کے بارے میں عام معاملہ حلال و حرام، پاک و ناپاک کی ملاوٹ کا ہو نیز اس میں ہمیشگی، باقاعدگی اور اہتمام ثابت ہو۔

مثال کے طور پر: تحقیق سے ثابت ہو کہ فلاں ناپاک یا حرام چیز اس ترکیب کا خاص جزو ہے کہ جب بناتے ہیں اسے ملاتے ہیں اور یہ وہیں ہو گا کہ بنانے والوں کا خاص مقصد ہو، بلاوجہ اہتمام کرنے سے یقین حاصل نہیں ہوسکتا۔ جیسے پانی وغیرہ کسی شے کو ہڈیوں سے صاف کیا جائے کہ اس میں ناپاک یا حرام ہڈیوں کا اہتمام کرنے کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ جو مقصود ان سے حاصل ہوتا ہے وہی پاک و حلال ہڈیوں سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح وہ چیزیں جن کا کھانے پینے یا استعمال ہونے والی اشیاء میں مل جانا تشویش، شک و شبہات اور سوال و تفتیش کا سبب بنتا ہے، دو قسم کی ہیں:

(1) ما منه محذور: یعنی وہ جن میں ہر قسم کے افراد موجود ہوں، بعض اُن میں حرام و نجس بھی ہیں اور بعض حلال وطاہر جیسے ہڈیاں۔

اس مقام پر تشویش، شک وشبہات صرف بنانے والوں کے بیباک اور غیر محتاط ہونے کی وجہ سے ہے، جن کے اہتمام سے وہ چیز بنتی ہے کہ جب ان اشیاء میں حرام ونجس بھی موجود ہے اور بنانے والوں کی احتیاط ثابت نہیں تو کیا پتہ کہ یہاں کس قسم کی چیز ڈالی گئی ہے اسی لئے جب وہ کارخانہ ثقہ مسلمانوں سے متعلق ہو تو دل پر بالکل بھی شبہ نہیں گزرے گا اور حرام وناپاک کی ملاوٹ کی طرف ذہن سلیم نہیں جائے گا۔

(2) ما هو محذور: یعنی وہ کہ کل کا کل ہی حرام یا سارا کا سارا ہی ناپاک ہو جیسے شراب جو اپنی تمام اقسام کے ساتھ حرام ہے۔

اس مقام پر ممانعت خود اس شے کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کے بنانے والوں کی طرف سے، یہاں تک کہ اگر ابتداء میں کارخانہ والوں کا ثقہ وعادل ہونا ثابت بھی تھا تو حرام یا ناپاک شے کی ملاوٹ کی وجہ سے ان کی وثاقت وعدالت میں شک واقع ہو جائے گا۔

مذکورہ دو صورتوں کی روشنی میں ہڈیوں سے صاف شدہ شکر کا حکم واضح ہو جاتا ہے۔

اعلی حضرت قدس سرہ نے یہاں تفصیلی طور پر وضاحت کی ہے ہم اسکو آسان انداز میں بیان کر دیتے ہیں۔

ہڈیاں:

1- تمام ہڈیاں حلال جانوروں کی ہوں گی۔

2- تمام ہڈیاں حرام جانوروں کی ہوں گی۔

3- بعض ہڈیاں حلال اور بعض ہڈیاں حرام جانوروں کی ہوں گی۔

تمام ہڈیاں حلال جانوروں کی ہوں گی

اس صورت پر کوئی کلام نہیں کہ سب ہی حلال، طیب وطاہر ہے۔

تمام ہڈیاں حرام جانوروں کی ہوں گی

سب سے پہلے دیکھا جائے گا کہ حرام جانوروں کی ہڈیاں مل جانے کی خبر،
محض ظنِ مغلوب وخیالات سے حاصل ہوئی ہے۔۔یا۔۔ ظنِ غالب سے؟؟

- اگر محض ظنِ مغلوب وخیالات سے حاصل ہوئی ہے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ شے حلال وپاک ہے اور اس کا استعمال جائز ہے۔
- اگر ظنِ غالب سے حاصل ہوئی ہے تب یہ یقین کا فائدہ دیگی اور جس درجہ میں یقین آئے گا اس درجہ پر حرام وناپاک کا حکم لگادیا جائے گا، مثلا: کسی شے کے فردِ خاص سے متعلق یقین حاصل ہوا لیکن نوع سے متعلق نہیں ہوا تو وہ فردِ خاص حرام وناپاک قراردی جائے گی، اور اگر نوع سے متعلق یہ یقین حاصل ہوا تو دیکھا جائے گا نوع اجمالی ہے یا کلی، نوعِ اجمالی میں حرام وناپاک کا حکم نہیں ہو گا لیکن نوع کلی پر حرام وناپاک کا حکم لگایا جائے گا۔

بعض ہڈیاں حلال اور بعض ہڈیاں حرام جانوروں کی ہوں گی

سب سے پہلے دیکھا جائے گا کہ بعض حلال اور بعض حرام جانوروں کی ہڈیاں مل جانے کی خبر،
محض ظنِ مغلوب وخیالات سے حاصل ہوئی ہے۔۔یا۔۔ ظنِ غالب سے؟؟

- اگر محض ظنِ مغلوب وخیالات سے حاصل ہوئی ہے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ شے حلال وپاک ہے اور اس کا استعمال جائز ہے۔
- اگر ظنِ غالب سے حاصل ہوئی ہے تب بھی یہ یقین کارآمد نہیں کیونکہ ممکن ہے جو شے استعمال کی جائے اس میں حلال افراد ہی شامل ہوں، لہذا وہ شے حلال وپاک ہے اور اس کا استعمال بھی جائز ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ لکھتے ہیں: بالجملہ خلاصہ ضابطہ یہ ہے کہ مامنہ محذور میں ہر قسم کا یقین بکار آمد نہیں جب تک وہ ماہو محذور کی طرف رجوع نہ کرے اور ماہو محذور میں ہر قسم کا یقین کافی مگر صرف نوعی اجمالی کہ ساقط وغیر مثبت ممانعت ہے جب تک یقین شخصی کی طرف مائل نہ ہو یہ نفیس ضابطہ قابلِ حفظ ہے کہ شاید اس رسالہ عجالہ کے سوا دوسری جگہ نہ ملے اگرچہ جو کچھ ہے کلمات علماء سے مستنبطا اور انہی کی کفش برداری کا تصدق۔ والحمد للہ رب العلمین۔

ہڈیوں سے متعلق احکام کا تفصیلی چارٹ
کسی شے میں ہڈی کا ملنا
ساری ہڈیاں پاک ہونگی
کچھ پاک کچھ ناپاک ہونگی
ساری ہڈیاں ناپاک ہونگی
شے ہر صورت میں حلال و پاک ہے
کسی خاص فرد میں ملی
کسی نوع میں ملی ہو گی
تفصیل اگلے صفحہ پر
ظنِ مغلوب ہو گا
ظنِ غالب ہو گا
شے حلال و پاک ہے
شے حلال و پاک ہے
نوع کے ہر فرد میں یہ صورت ہو گی
نوع کے بعض فرد میں یہ صورت ہو گی بعض میں نہیں
ظنِ مغلوب ہو گا
ظنِ غالب ہو گا
ظنِ مغلوب ہو گا
ظنِ غالب ہو گا
شے حلال و پاک ہے
شے حلال و پاک ہے
شے حلال و پاک ہے
شے حلال و پاک ہے

کسی شے میں ہڈی کا ملنا
ساری ہڈیاں پاک ہونگی
ساری ہڈیاں ناپاک ہونگی
کچھ پاک کچھ ناپاک ہونگی
تفصیل پچھلے صفحہ پر
تفصیل پچھلے صفحہ پر
کسی خاص فرد میں ملی ہوگی
کسی نوع میں ملی ہوگی
ظنِ مغلوب ہوگا
ظنِ غالب ہوگا
شے حلال و پاک ہے مگر بچنا بہتر ہے
شے حرام و ناپاک ہے
نوع کے ہر فرد میں یہ صورت ہوگی
نوع کے بعض فرد میں یہ صورت ہوگی بعض میں نہیں
ظنِ مغلوب ہوگا
ظنِ غالب ہوگا
ظنِ مغلوب ہوگا
ظنِ غالب ہوگا
شے حلال و پاک ہے مگر بچنا بہتر ہے
شے حرام و ناپاک ہے
شے حلال و پاک ہے
شے حلال و پاک ہے مگر بچنا بہتر ہے
.1

خلاصۂ گفتگو بزبانِ اعلی حضرت قدس سرہ

مقدمات اور اسکی تفصیل بیان کرنے کے بعد آخر میں اعلی حضرت قدس سرہ اس رسالے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

غرض ہر جگہ

کیفیت خبر

وحالت مخبر

وحاصل واقعہ

وطریقہ مداخلت حرام ونجس

وتفرقہ ظن ویقین

ومدارج ظنون

وملاحظہ ضابطہ کلیہ

ومسالک ورع

ومدارات خلق

وغیرہا امور مذکورہ کی تنقیح ومراعات کرلیں پھر ان شاء اللہ تعالی کوئی جزئیہ ایسا نہ نکلے گا جس کا حکم تقاریر سابقہ سے واضح نہ ہو جائے۔

بطور امثلہ چند سوالات

1۔ چھت سے گرتا ہوا بارش کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

2۔ رستے میں پڑی کیچڑ کا کیا حکم ہے؟

3۔ مارکیٹ میں دستیاب لپ اسٹک پاک ہے یا ناپاک ہے؟

4۔ غیر ملکی صابن کا استعمال کیسا ہے؟

5۔ لنڈا کی اشیا پاک ہوتی ہیں یا ناپاک؟

6۔ شراب والے گلاس میں جوس پیا جا سکتا ہے؟

7۔ KFC, McDonalds میں برگر کھانا کیسا ہے؟

8۔ کسی پروڈکٹ میں ناپاک اجزا شامل ہونے کی خبر کا حکم؟

9۔ کسی پروڈکٹ کی سیریز میں حرام اشیا شامل ہو جائے تو؟

10۔ خبر دینے والا کافر ہو تو کس حد تک اعتبار ہو گا؟

11۔ فاسق مسلمان کی خبر مانی جائے گی؟

12۔ یقین اور شک میں کیا فرق ہے؟